خطبۂ افتتاحیہ

معزز اساتذہ کرام اور خواتین و حضرات!

السلام علیکم

ہمارے ملک میں فارسی زبان کوئی سات سو سال تک سرکاری زبان کی حیثیت سے مروج رہی۔ اس طویل عرصے کے دوران بادشاہوں کے مراسلوں اور فرامین سے لیکر ادنیٰ درجے کے نجی اور سرکاری اموز تک اسی زبان میں انجام دیئے جاتے رہے۔ درباری اور شاہانہ سرپرستی حاصل ہونے کی وجہ سے علوم و فنون کا بیش بہا خزانہ اسی زبان میں صفحہ ہای قرطاس پر محفوظ ہے۔ سائینس، طب، فلسفہ، حکمت، نجوم، طبیعت، ریاضی، جغرافیہ، تاریخ، تذکرے، تنقید، تصوف و عرفان، تفسیر قرآن، اسلامیات، مختلف ادیان غرض علم و ادب کے مختلف شعبوں میں برصغیر میں جو ترقی ہوئی اس کا قابل اعتماد اور مستند مواد اسی زبان میں موجود ہے۔ بالفاظ دیگر ہندوستان کے عہد وسطی (MEDIAEVAL PERIOD) کی ثقافت، فرہنگ، تمدن اور ادبیات کے عروج و زوال کی داستان اسی زبان میں ثبت ہے۔

یوں تو فارسی کے علما و فضلا نے بنی نوع انسان اور انسانیت کی بقا کے لئے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، مختلف طبقوں اور فرقوں میں باہمی اخوت اور برادری

قایم رکھنے اور انسان کی صلاحیتوں کو دنیا کی مجموعی ترقی اور مہذب بنانے کے لیے فارسی کے مفکرین اور علما کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی نے آج سے تقریباً سوا سات سو سال پہلے پوری دنیا میں رہنے والے لوگوں کو بلا لحاظ مذہب و ملت ایک انسانی پیکر کے ساتھ مشابہ کیا ہے اور مختلف قوموں کو اس کے لازمی اعضا تصور کیا ہے ؎

بنی آدم اعضای یکدیگرند
کہ در آفرینش زیک جوہرند
چو عضوی بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

یعنی اگر جسم کا کوئی حصہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو جسم کے دوسرے اعضا درد محسوس کرتے ہیں اور بے چین ہو کر سکون نہیں پاتے۔ اس تناظر میں اب درسِ سعدی بھی ملاحظہ فرمایئے کہتے ہیں ؎

تو کز محنتِ دیگران بی غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

یعنی اے انسان اگر تو دوسروں کے رنج اور مصایب سے بے فکر رہتا ہے تو تیرا نام انسانوں کی فہرست میں شامل کرنے کے لایق نہیں۔

آج جب ہمارے ملک کو فرقہ وارانہ فسادات کا چیلنج درپیش ہے۔ مذہب کے نام پر انسان اور انسانیت کا خون بہایا جا رہا ہے۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ فارسی زبان و ادب کے اس مایہ ناز شاعر، مفکر اور نابغہ روزگار شخص نے عالم انسانیت کی بقا کی خاطر امن و آشتی کا یہ فکر انگیز درس دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم نے سعدی کے افکار و خیالات کی قدر نہیں کی جب کہ یورپی روشن فکر مفکروں نے سعدی کے آرا اور نظریے کو اقوام متحدہ کی دیواروں پر منقش کرایا تاکہ دنیا میں اس امن و امان کے علمبردار کی حرمت ہو اور اس کے خیالات و جذبات کی قدر ہو۔

ہندوستان نے مختلف ادوار میں فارسی کے ہزاروں مفکر، شاعر اور عالم پیدا کئے جن کے رشحاتِ قلم کے نمونے آج بھی ہمارے گنجینہ ہائے نوادرات میں محفوظ ہیں۔ ان میں داتا گنج بخش کا کشف المحجوب، طوطی ہند امیر خسرو کی مثنویاں وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح کے ہزاروں آثار فارسی کے علمی و ادبی سرمایے میں شامل ہیں جو ہندوستان کے مغل بادشاہوں کے عہد میں معرضِ وجود میں آئے۔

مغل بادشاہ صاحبِ علم و فضل، سخن شناس اور علم پرور تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کی مادری زبان ترکی تھی لیکن انہوں نے فارسی زبان کو نہ صرف درباری زبان کا درجہ دیا بلکہ اس زبان کی ترویج کے لیے اہم اقدام اٹھائے۔ ستم ظریفی یہ کہ فارسی زبان و ادب کا بہترین اور عمدہ سرمایہ اس خاندان کے اس مقتدر فرمانروا کے عہد میں معرضِ وجود میں آیا جس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ امی تھا یعنی جلال الدین محمد اکبر۔ ہندوستان کی مستند فارسی تاریخیں اسی بادشاہ کے دورِ اقتدار میں تحریر ہوئیں چنانچہ ابوالفضل علامی کا اکبر نامہ اور آئین اکبری، ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ کے علاوہ تاریخ فرشتہ، تاریخ الفی، بہارستان شاہی وغیرہ اسی عہد میں ضبط تحریر میں لائی گئیں۔ ہندوستان میں فارسی کے ہندی اسلوب کے بانی عرفی شیرازی اور فیضی فیاضی دونوں دربار اکبری کے پروردہ ہیں۔ ملا عبدالنبی اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری اکبری عہد کے ممتاز عالم دین اور فقیہ گزرے ہیں۔

عہد اکبری اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس عہد میں ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مذہبی مناقشوں اور مناظروں کو درباری حوصلہ افزائی اور سرپرستی حاصل ہوئی۔ ان مناظروں کے نتیجے میں اکبر نے ایک نئے مذہب "دین الٰہی" کی بنیاد ڈالی۔ اسی نئے مذہب کی مناسبت سے سنہ الٰہی کا بھی آغاز ہوا۔

فارسی شعرا و علما کے تئیں شہنشاہ اکبر کی شاہانہ فیاضیوں اور حوصلہ

افزائیوں کے نتیجے میں ایران و توران اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے صاحب استعداد علما و فضلا، دانشور اور شعرا اس کے خوان کرم کی طرف کھنچے چلے آتے۔ ان شعرا اور علما کو دربار کی طرف سے معقول وظائف اور مشاہرے مقرر ہوئے۔

ایران میں مغلوں کے معاصر صفوی بادشاہوں کا دربار بھی شعرا، علما اور فضلا کا گہوارہ تھا۔ ان دونوں حکمران خاندانوں کے درمیان خوشگوار تجارتی، ثقافتی اور ادبی رشتے قائم تھے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے دکن میں قطب شاہی خاندان نے بھی فارسی کے علما و شعرا کی سرپرستی کی، چنانچہ ظہوری اور نظیری نیشاپوری جیسے شاعر ان کے دربار کے ساتھ وابستہ رہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ شعبہ فارسی اکبری عہد میں فارسی شعر و ادب اور ثقافت و تمدن کی ترقی کے حوالے سے سہ روزہ سمینار منعقد کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اکبر کے زمانے میں کئی عہد آفرین شخصیات پیدا ہوئیں ہیں اور کئی علوم پر اس عہد میں کارآمد کتابیں تصنیف ہوئی۔ لہٰذا اس عہد پر تحقیق و تجسس کی کافی گنجایش موجود ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سمینار کا موضوع وسیع بھی ہے اور وقیع بھی — ہمیں امید ہے کہ جن ممتاز اسکالروں کو اس سمینار میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے وہ سمینار کے دایرے میں آنے والے تمام پہلوؤں پر دقت اور سنجیدگی کے ساتھ غور کر کے تحقیق و تجسس کے نئے باب کھول کر علم و ادب کی آبیاری کریں گے۔

شکریہ

پروفیسر جلیس احمد خان ترین
— وایس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی —

Scanned with CamScanner